مسلک

کیا..........؟

کیوں..........؟

کون سا..........؟

مصنف:

مولانا نسیم احمد صدیقی نوری

انجمن ضیاءِ طیبہ

نزد دفتر المؤذن حج و عمرہ سروسز، آدم جی داؤد روڈ، میٹھادر، کراچی۔

نحمدہٗ ونصلّی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ المکرّمین المعظمین وازواجہ الطاہرات امہات المؤمنین واولیاء ملتہ وعلماء امتہ اجمعین......اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم......بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ اِلَّا مِنْ م بَعْدِ مَا جَاءَ ھُمُ الْعِلْمُ بَغْیًا بَیْنَھُمْ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِاٰیَاتِ اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِO فَاِنْ حَآجُّوْکَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْھِیَ لِلّٰہِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ط وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ءَ اَسْلَمْتُمْ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اھْتَدَوْا وَّاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ وَاللّٰہُ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِO (پارہ ۳، ال عمران، آیات ۱۹، ۲۰)

(ترجمہ) بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے اور پھوٹ میں نہ پڑے کتابی مگر بعد اس کے کہ انہیں علم آ چکا، اپنے دلوں کی جلن سے اور جو اللہ کی آیتوں کا منکر ہو تو بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ پھر اے محبوب اگر وہ تم سے محبت کریں تو فرما دو میں اپنا منہ اللہ کے حضور جھکائے ہوئے ہوں اور جو میرے پیرو ہوئے اور کتابیوں اور ان پڑھوں سے فرماؤ کیا تم نے گردن رکھی پس اگر وہ گردن رکھیں جب تو راہ پا گئے اور اگر منہ پھیریں تو تم پر تو یہی حکم پہنچا دینا ہے اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ (کنز الایمان)

(پ۳، سورۃ آل عمران آیت ۸۵)

(ترجمہ) اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائیگا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں سے ہے۔ (کنز الایمان)

مسلمان بھائیو اور بہنو! الحمد للہ علیٰ احسانہ وفضلہ وکرمہ کہ ہم مسلمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ متذکرہ دونوں آیتوں میں اعلان فرمان رہا ہے کہ ''اسلام'' کے سوا کوئی دین مقبول نہیں۔ زیر نظر مقالہ ''مسلک کیا؟ کیوں؟ کون سا؟'' کے تحت ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہر مسلمان کی زندگی اول تا آخر ایسی گزرے کہ وہ فلاح پا جائے یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی منشاء کے مطابق شخصیت تعمیر کی جائے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی منشاء کے مطابق شخصیت تعمیر کی جائے۔ مسلمان کا دین و مذہب اس کے تشخص کو اجاگر کرتا ہے اور ''مسلک'' کے آئینے میں خدوخال واضح و نمایاں ہوتے ہیں۔

(پ۳، آل عمران، آیت ۶۸، ۶۷)

(ترجمہ) ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ ہر باطل سے جدا مسلمان تھے اور مشرکوں سے نہ تھے۔ بے شک سب لوگوں سے ابراہیم کے زیادہ حقدار وہ تھے جو ان کے پیرو ہوئے اور یہ نبی اور ایمان والے۔ اور ایمان والوں کا والی اللہ ہے۔ (کنز الایمان)

صدر الافاضل علامہ مفتی سید نعیم الدین مراد آبادی نور اللہ مرقدہ شانِ نزول کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''نجران کے نصاریٰ اور یہود کے احبار میں مباحثہ ہوا، یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے (معاذ اللہ) اور نصرانیوں کا یہ دعویٰ تھا کہ آپ نصرانی تھے (معاذ اللہ) یہ نزاع بہت بڑھا تو فریقین نے سید عالم ﷺ کو حکم جانا اور آپ سے فیصلہ چاہا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور علماء توریت اور انجیل پر ان کا کمال جہل ظاہر کر دیا گیا کہ ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ ان کے کمالِ جہل کی دلیل ہے، یہودیت و نصرانیت توریت و انجیل کے نزول کے بعد پیدا ہوئیں اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ جن پر توریت نازل ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام صدہا برس بعد ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن پر انجیل نازل ہوئی ان کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد دو ہزار برس کے قریب ہوا ہے اور توریت و انجیل کسی میں آپ کو یہودی یا نصرانی نہیں فرمایا گیا باوجود اس کے آپ کی نسبت یہ دعویٰ جہل وحماقت کی انتہاء ہے''۔ (تفسیر خزائن العرفان)

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری علیہ الرحمہ المتوفی ۲۳۰ھ کی تالیف ''طبقات''، حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی علیہ الرحمہ المتوفی ۴۳۰ھ کی عظیم تالیف ''حلیۃ الاولیاء''، عظیم محقق علامہ شمس الدین حافظ ذہبی علیہ الرحمہ المتوفی ۷۴۸ھ کی تالیف ''تذکرۃ الحفاظ''، علامہ قاضی ابن خلکان برمکی الاربلی علیہ الرحمۃ المتوفی ۶۸۱ھ کی تالیف ''وفیات الاعیان''، عظیم محدث شارح مسلم امام یحییٰ بن شرف نووی علیہ الرحمۃ المتوفی ۶۷۶ھ کی تالیف ''الاسماء واللغات''، حافظ ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی علیہ الرحمہ المتوفی ۴۶۳ھ کی ''تاریخ بغداد'' اور حافظ شمس الدین ابن قیم المتوفی ۷۹۱ھ کی ''الوابل الصیب'' کے مطالعہ سے یہ مضمون اخذ ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمومی و خصوصی فضائل وخصائل کے علاوہ انہیں اہم ترین خصوصیت و عظمت یہ حاصل رہی کہ وہ مجتہد کے درجہ پر فائز تھے، وہ قرآن کے احکامات کے اسبابِ نزول، آیات کے شانِ نزول کے شاہد تھے اور آیات قرآنی کے سب سے پہلے سامع تھے......سبحان اللہ......سماعت ان کی، تلاوتِ مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی......اس زبان حق ترجمان سے تلاوت کی سماعت بھی کی اور آیات تفسیر و تشریح میں اقوال حکمت (یعنی احادیث مبارکہ) بھی سمجھے۔

وہ زباں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

لہٰذا یہ وصف کمال ہر صحابی کو حاصل تھا کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں وہ نتائج مرتب کر لیں جو منشائے خُدا اور رسول ہو سکتا ہے۔ تابعین، صحابہ سے مختلف مسائل میں استفتاء کرتے اور صحابہ کرام فتاوے دیا کرتے۔ بلادِ عرب میں ایسی مطبوعات دستیاب ہیں جن میں صحابہ کرام کے فتاوے اور فیصلے شائع ہو چکے ہیں۔ خلفاءِ راشدین کے دورِ خلافت میں ہونے والے فیصلوں میں خُلفائے خمسہ (حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی، حضرت مولا علی حیدر کرار اور حضرت امام مجتبیٰ رضی اللہ عنہم) کے علاوہ حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت معاذ بن جبل علیہم الرضوان کے فیصلوں اور فتووں پر ملت اسلامیہ عامل رہی ہے۔ مفسر قرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فیصلے بکثرت ملتے ہیں۔ جن کے بارے میں تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ بیس جلدوں

میں ان کے فتاوے مرتب کئے گئے۔

مسلک کیا؟:۔مختلف صدیوں میں مجدد دینِ اسلام نے ہر فتنوں کا مقابلہ کیا اور بدعقیدگی کی آلودگی کو دور کر کے دینِ اسلام کے چہرے کو نکھارا، (مجددین کے کارناموں کی تفصیل ہماری کتاب ضیاء المجدد دین میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے) ان ادوار میں ان کی خدماتِ جلیلہ اور کارہائے تجدید کی بناء پر اکثریت (یعنی اہلسنّت و جماعت) خود کو انہی کی طرف منسوب کر کے فخر کا اظہار کرتی۔ جیسا کہ امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے معتقدین خود کو مجددی کہلواتے ہیں۔

اس نسبت سے مراد یہی ہوتی کہ ہم اس مکتبِ فکر سے وابستہ ہیں، فکر و خیالات کا یہ اسلامی مکتب اصطلاح میں ''مسلک'' کہلاتا ہے۔ دین و مذہب کے کلمات والفاظ مترادف کے طور پر ہمارے یہاں مستعمل ہیں لیکن ان میں معمولی فرق کی وجہ سے جدا معانی و مطالب کے اعتبار برمحل استعمال بھی جدا ہی ہے۔ ''دین'' سے مراد اسلام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران میں فرمایا:''

''(بے شک اللہ تعالیٰ کے یہاں اسلام ہی دین ہے) جب کہ ''مذہب'' سے مراد ''اہلسنت و جماعت'' ہیں، جو کہ عقیدہ صحیحہ کی بنیاد پر ایک گروہ اور اعمال کی فروع (فقہی اعتبار) کی بنیاد پر ایک گروہ اور اعمال کی فروع (فقہی اعتبار) کی بنیاد پر چار گروہوں، احناف، مالکیہ، شوافع اور حنابلہ میں تقسیم ہے لہٰذا یہ چاروں ''فقہی مذاہب'' کہلاتے ہیں۔ لغت کی مشہور کتاب ''المنجد'' صفحہ ۳۵۷ پر ہے کہ ''مذہب کا معنی، اعتقاد، طریقہ اور اصل ہیں اسلام میں چار مذاہب ہیں حنفی شافعی مالکی حنبلی''۔ سلاسلِ طریقت (قادری، چشتی، سہروردی اور نقشبندی) ''مشرب'' کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔

استاذ العلماء حضرت علامہ محمد منشاء تابش قصوری دام فیوضہم مسلک کی اہمیت کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں..... ''مسلک کے بغیر انسان حیوان کے مترادف ہے۔ دُنیا میں کوئی انسان کسی بھی دین و مذہب سے متعلق ہو کسی نہ کسی عقیدے سے وابستگی امر لازمی ہے۔ جب ہر ایک انسان کوئی نہ کوئی عقیدہ رکھتا ہے تو ہر ایک عقیدے کی شناخت اور پہچان بھی ضروری نہیں مگر وہ انسان خصوصاً مسلمان، جسے تاریخ نے ایک مقام اور امتیازی نشان سے نوازا ہو، اس کے چاہنے والے اس کے عقیدہ کے بارے میں بھی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں اور یہ ایک فطری تقاضہ بھی ہے۔'' ۔ (تقریظ بر تصنیف ''قائد اعظم کا مسلک''۔۔۔ محقق سید صابر حسین شاہ بخاری، صفحہ ۴۸)

سید صابر حسین شاہ بخاری دامت برکاتہم العالیہ لکھتے ہیں..... ''بے شک اسلام میں کئی فرقے پیدا ہوئے ہیں..... مسلمانوں کی بڑی جماعت (سوادِ اعظم) ہی حق پر ہے...... اور مسلمانوں کی بڑی جماعت، اہلسنّت و جماعت (بارک اللہ تعالیٰ فیہم) ہیں...... یہی سوادِ اعظم ہیں۔ یہی اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے ولیوں علیہم الرحمۃ اور ان کے پیروکاروں کا گروہ ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں اسلام صوفیائے کرام کے ذریعے پھیلا...... یہی وجہ ہے کہ یہاں ہمیشہ صوفیائے کرام کے محبین اہلسنّت و جماعت کی اکثریت رہی ہے...... برصغیر کی سرزمین مختلف تحریکوں کی آماجگاہ ثابت ہوئی...... گمراہ کن تحریکوں نے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کی مہم چلائی۔ اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہ کی شان رفیع میں نعوذ باللہ دھبّے لگانے چاہے...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی شان میں (نعوذ باللہ) گستاخیاں کی گئیں...... دوسری طرف انگریز اور ہندو، مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے خواب دیکھنے لگے۔ (قائدِ اعظم کا مسلک، صفحہ ۳۳۵۔۳۳۶ مطبوعہ لاہور)

''مسلک'' کی اصطلاح سمجھنے کے لئے تاریخ اسلام کا مطالعہ ازبس ضروری ہے کہ ہر عہد کے علماءِ دین و مفتیانِ شرحِ متین فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جس ہدایت پر دشمنانِ دین کے مقابلہ میں صف آراء ہوئے وہی ہراول دستہ کا سالار رہا...... وہی مجدد ہوا...... وہی دین و مذہب کی علامت ہوا...... وہی ملت اسلامیہ کا نمائندہ ہوا...... اگرچہ عہد میں کتنے ہی علماء و مشائخ تھے جو اس کے معاون ہوئے۔ مگر جس کی استقامت اور جذبۂ عشقِ رسول نے دین کو زندہ کر دیا وہی استقامت اور وہی جذبہ درحقیقت ''مسلک'' کہلاتا ہے اور اس کی طرف یہ نسبت ان کے لئے باعث صد افتخار ہوتی ہے جو باوفا ہوتے ہیں۔

مسلک کیوں؟ مسلک کی ضرورت کیوں ہے؟ اس کے لئے اس آیت مقدسہ کو سمجھے۔

(پ ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۷۸)

(ترجمہ) اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا، اس نے تمہیں پسند کیا اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی، تمہارے باپ کا دین، اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اگلی کتابوں میں اور اس قرآن میں تاکہ رسول تمہارا نگہبان و گواہ ہو اور تم اور لوگوں پر گواہی دو تو نماز برپا رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کی رسی کو مضبوط تھام لو وہ تمہارا مولیٰ ہے تو کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار (پ ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۷۸) (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ میں واضح کیا جا رہا ہے کہ میرے محبوب کی غلامی میں آنے والو! تمہارا خطاب مسلمین ہے اس عظیم خطاب کے ساتھ ساتھ تمہیں عزت و کرامت کا ایک منصب دیا جا رہا ہے کہ جس طرح میرے محبوب رسول تمہارے نگہبان و گواہ دُنیا و آخرت میں ہیں اس طرح تم بھی لوگوں کے اسلام کی گواہی دو اور تمام مسلمانوں کو متحد رکھنے کے لئے ایک ساتھ قیام نماز کا اہتمام کرو اور مسلمانوں کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے لئے نظام زکوٰۃ کو اختیار کرو۔

اس مقام پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ متذکرہ آیات کا بار بار مطالعہ کیجئے آپ یہی نتیجہ نکالیں گے..........

(۱) تمہیں تمہارے باپ ابراہیم کا دین دیا گیا ہے۔

یعنی دین کی نسبت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف کی گئی ہے۔ اس لئے کہ یہودی و نصرانی مدعی تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے دین پر ہیں جبکہ یہ دعویٰ باطل تھا لہٰذا یہ ضروری تھا کہ باطل جب اپنی ریشہ دوانیوں سے حق کی پاکیزگی کو آلودہ کرے تو حق کو باطل سے ممتاز کرنے کے لئے حق کی نسبت کسی فرد یا اشخاص یا اعمال یا گروہ کی جانب کی جاتی ہے کہ جنہیں حق کی شناخت و علامت کا درجہ حاصل ہو۔

(۲) تمہارا نام مسلمان اس لئے رکھا گیا کہ تم حق قبول کرتے ہو سر جھکا دیتے ہو، جو اللہ کے دین سے تعرض نہیں کرتا وہ سر جھکانے والا اور حق قبول کرنے والا ہوتا ہے اس کا نام مسلمان ہے تم سے پہلے جنہوں نے ایسا کیا وہ بھی تمہاری طرح مسلمان ہی تھے اور جس طرح تمہارا نام قرآن مجید میں مسلمان پکارا گیا اگلی کتابوں میں بھی تمہارا نام ہی تمہارے مسلمان بھائیوں کو دیا گیا۔

(۳) تمہارے اور تم سے پہلے کے مسلمانوں کے اسلام پر محبوب رب العلمین ﷺ شاہد اور نگہبان ہیں صرف قبولیت اسلام کے گواہ ہی نہیں بلکہ استقامت دین کے لئے نگہبان بھی یعنی جو اپنے دین

اسلام کی حفاظت کے لئے ان سے رجوع کرے تو وہ اپنے غلاموں کے ایمان کی حفاظت بھی فرماتے ہیں۔

(۴) اور تم کو (یعنی ملت اسلامیہ) گواہ بنایا کہ تم اس دنیا اور آخرت میں یہ شہادت دو کہ سابقہ اُمتوں کو اللہ تعالیٰ عزوجل کے رسولوں نے احکامات پہنچا دئے۔ یہ شرف غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کو حاصل ہوا، نیز یہ بھی ترشح ہوتا ہے کہ کسی کے اسلام کی گواہی (یعنی یہ مسلمان ہے) کا فائدہ بین المسلمین ہے ایک دوسرے کے حق میں اسلام کی گواہی کے لئے قیام کے استحکام کیلئے نظام زکوٰۃ پر عمل بھی ضروری ہے اس طریقہ سے مسلمان متحد بھی رہیں گے۔

راقم الحروف کے مرتبہ نتائج میں نمبر ۴ پر غور کرنے سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ حق میں بھی باطل کی آمیزش ہو باطل کی نشاندہی بھی غلامانِ مصطفیٰ ﷺ ہی کرینگے۔ جس طرح کسی باقی کے سر جھکا دینے اور دین مصطفیٰ ﷺ یا دین ابراہیمی قبول کر لینے پر اسے عظیم خطاب مسلم کا اعزاز ملے گا، اسی طرح کسی (خدانخواستہ) (العیاذ باللہ) مسلمان کہلائے جانے والے کے باغی یعنی دائرہ اسلام سے باہر ہوجانے کی صورت میں اُسے صورت شرعی اصطلاح میں مرتد کہا جائے گا۔ ایسے باغیوں کی دو قسمیں ہیں (اول) بعض تو علی الاعلان ارتداد فی الدین کا مظاہرہ کرتے ہیں اور واقعتاً دین اسلام سے منحرف ہوجاتے ہیں، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی ظاہری حیات کے زمانہ میں فتنۂ ارتداد میں لوگ مُبتلا ہوئے مثلاً ''اسود عنسی'' جھوٹا مدعیٔ نبوت (جو یمن میں ظاہر ہوا)، قبیلہ بنی اسد بن خزیمہ کا ایک فرد ''طلیحہ اسدی'' جھوٹا مدعی نبوت، ''مسیلمہ کذاب'' (بنو حنیفہ کا ایک فرد) وغیرہ کہ جن کی سرکوبی اور بیخ کنی کیلئے سرکار دو عالم ﷺ نے اقدامات فرمائے لیکن فوراً ہی آپ نے دُنیا سے پردہ فرمایا تو آپ کی منشاء کے مطابق ان اقدامات کے حتمی نتائج آپ کے خلیفہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حاصل کئے۔ دوسری قسم کا فتنۂ ارتداد برپا کرنے والے بڑی خاموشی اور منظم پلاننگ کے ساتھ اسلام سے اپنا ناطہ توڑتے ہیں آقائے دوجہاں ﷺ کے حضور اپنے جھکے ہوئے سر کو اٹھا کر مال و زر کی چمک کے لالچ میں طاغوتی، استعماری قوتوں کے آگے اپنے سر جھکا کے خود اپنا سودا کر لیتے ہیں اور پھر مغربی سامراجی (یہودی یا نصرانی) آقاؤں کی ہدایات پر ملتِ اسلامیہ کے سادہ لوح افراد کو گمراہ کرنے اور ورغلانے کے لئے اپنے اسلام کا ڈھنڈورا بھی پیٹتے رہتے ہیں، اپنا خطاب مسلم یا مومن بحال رکھنے پر مصر اور بضد ہوتے ہیں، ایسے شاطر مرتدین کا مقصد بس یہ ہوتا ہے کہ جو غلامی مصطفیٰ کا پٹہ گلے میں ڈالے اور عشقِ مصطفیٰ کے جذبہ سے سینہ کو معمور اور خود کو سرشار کئے ہوئے ہیں انہیں منتشر کر دیا جائے انکا مجتمع شیرازہ بکھر جائے کہیں مغربی آقاؤں (یہودیوں و نصرانیوں) کے قصر و محلات کو زیر و زبر کرنیوالا کوئی عمر فاروق اور اقوام یورپ کو لرزہ براندام کر دینے والا کوئی صلاح الدین ایوبی ان میں دوبارہ پیدا نہ ہوجائے۔

شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبالؔ نے اسی جانب اشارہ کیا تھا..........

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا

روحِ محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

فکر عرب کو دیکر فرنگی تخیلات

اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

محترم قارئین! ذرا سنجیدگی سے غور کیجئے جب بعض مرتدین ایسے ہوں کہ فتنۂ ارتداد برپا کرنے کے باوجود اپنے خطاب مسلمان سے دستبردار نہ ہوں اور اسی طرح شعار مسلمین پر عامل بھی ہوں مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ تو جو بازارِ طیبہ میں خود کو فروخت کر کے انمول بنا چکا ہو اس کا ان سے کیا تعلق؟ جو روزانہ ڈالروں اور ریالوں میں لندن و نیویارک کے بازاروں میں بکتے ہیں۔ پہلی قسم کا مرتد خطرناک نہیں کیونکہ وہ ''خطاب مسلمین'' سے دستبردار ہو گیا جبکہ دوسری قسم کے مرتدین زیادہ خطرناک ہیں، ان میں قادیانی، رافضی، وہابی، چکڑالوی، نیچری، دیوبندی اور گوہر شاہی وغیرہ شامل ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مثال:۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش گوئی فرمائی تھی ''کہ میرے منبر کے تقدس کو چھوکرے پامال کرینگے جب ان کی حکومت ہوگی''۔ ۶۰ھ میں فاسقوں کی حکومت کے قیام کی پیش گوئی کی گئی تھی۔ اس حدیث شریف کو سن لینے کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ ۶۰ھ کے فتنوں سے پہلے موت کی دُعا کرتے تھے۔ صرف اس لئے کہ جس صحابی نے ہمیشہ غلامانِ مصطفیٰ کے ساتھ ہی نماز ادا کی وہ کب گوارہ کر سکتا تھا کہ فاسقوں اور فاجروں کے ساتھ یا انکی اقتداء میں نماز ادا کرے۔ فاسقوں سے اتنا گریز کہ یزید ظالم کی حکومت قائم ہونے سے پہلے ہی آپ کی دعا کے نتیجہ میں آپ کا وصال ۵۹ھ میں ہوگیا۔ تو مرتدوں سے کتنا گریز ہونا چاہئے۔

بحر العلوم علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی مبارکپوری مدظلہ العالی اپنے ایک مقالہ ''مسلک امام احمد رضا'' میں رقمطراز ہیں، ''خلافت عباسیہ کا عہد آتے آتے، باطل فکر و عقائد کی ایسی یلغار ہوئی کہ گمراہوں اور گمراہ گروں کے گروہ در گروہ پیدا ہوگئے (اور غضب یہ کہ سب اپنے کو سچا اور اصل مسلمان کہتے تھے اور دوسروں کی تغلیط اور تردید پر ہردم کمربستہ رہتے تھے) جیسے رافضی، خارجی، معتزلہ، جبریہ، قدریہ وغیرہ تو ان کے مقابلہ میں علمائے حق نے اعمال و عقائد کے اصول و فروغ ترتیب دیئے۔ مباحثوں اور مناظروں میں اصل اسلام کی سچائی واضح کی اور ان کی جدوجہد سے حق کو غلبہ حاصل ہوا۔ اور ان سے امتیاز اور الگ پہچان کیلئے عقائد کے میدان میں اپنے ماموں حضرت ابوالحسن اشعری اور حضرت ابو منصور ماتریدی کے نام اپنا کر اشعری اور ماتریدی کہلائے۔ اور احکام شرعیہ اور اعمال فرعیہ کے دائرے میں اس لائن پر کام کرنے والے ائمہ مجتہدین کے نام کی طرف منسوب کر کے خود کو حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کہنے لگے اور خدا ترسی اور اصلاح نفس کی راہ میں راسخ بزرگوں کی طرف منسوب کر کے اپنے کو چشتی، قادری، سہروردی اور نقشبندی کہنے لگے اور ان سب کو مجموعی طور پر اہل سنت و جماعت کہنے لگے تاکہ سچے اسلام کو باطل سے الگ اور ممتاز پہچانا جائے۔ حضرت علامہ سعدالدین تفتازانی علیہ الرحمہ نے شرح عقائد صفحہ ۶ پر تحریر فرمایا ہے کہ ''معتزلہ سب سے پہلا فرقہ ہے جس نے سنت رسول اور عمل صحابہ کے خلاف قواعد کی بنیاد رکھی حضرت شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے معتزلہ سے علیحدگی اختیار کی اور ان کی رائے سے اختلاف کیا اور احادیث کریمہ میں آئے ہوئے اعمال و عقائد کے لئے دلائل فراہم کئے، مسلمانوں کی عام جماعت نے ان کی اتباع کی تو یہ ''اہلسنّت و جماعت'' کے نام سے مشہور ہوئے۔'' اس کے بعد مجموعی طور سے وقتی فتنوں کے عروج و خمود کے ساتھ ساتھ عالم اسلام میں ''سواد اعظم'' اہلسنّت و جماعت کا سکہ رواں رہا''۔

مسلک کونسا؟

لغت کی مشہور کتاب ''المنجد صفحہ ۴۸۷ پر سلک اور مسلک کے ذیل میں ہے'' راستہ کو پکڑے ہوئے چلتے چلے جانا۔''

گزشتہ ابحاث میں یہ واضح ہوگیا کہ جو دین و مذہب کا سچّا نمائندہ بن کر مرجع علماء و مشائخ اور خواص و عوام ہو تو اُسی کی سچّی اور پاکیزہ فکر کو ''مسلک'' کہا جاتا ہے اور اُسی ''مسلک'' کا انتخاب ہونا چاہئے جسے اختیار کرنے والے دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہوں۔

قارئین محترم! آیئے جائزہ لیتے ہیں ''کونسا مسلک'' اختیار کیا جائے۔ جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب ﷺ کی معرفت حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث قدسی میں فرمایا ''میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے پہچان کے واسطے مخلوق (یعنی اپنے محبوب) کو پیدا کیا'' (روح المعانی جز ۲۷، جلد ۱۴، صفحہ ۲۲ تفسیر ابی السعو دجلد ۲، صفحہ ۱۳۰، فتوحات مکیہ، باب ۱۹۸، صفحہ ۴۳)

تخلیق کائنات کا مقصد معرفت الٰہی ہے یہ عرفان اُسی کے ذریعے عطا ہوگا جس کے لئے فرمایا گیا ''اگر ان کو پیدا نہ کرتا تو اے آدم! تم کو بھی نہ پیدا کرتا، آدم! تیری دُعا اس لئے قبول کی تو نے میرے محبوب کا وسیلہ دیا۔ (المستدرک جلد دوم، صفحہ ۶۱۵، بیہقی شریف جلد ۵، صفحہ ۴۸۹)

قرآن میں انہی کے لئے فرمایا ''میرا محبوب جو تمہیں دے لے لو اور جس سے روکے تو رُک جاؤ'' (پارہ ۲۸، سورہ حشر، آیت ۷) مزید فرمایا ''اہل علم سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے ہو'' (الآیۃ) یعنی علماء و مشائخ بتائیں گے کہ ''مسلک'' کونسا؟ اختیار کیا جائے۔

اور اس رحمۃ اللعالمین نے فرمایا! ''اللہ تبارک و تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ (تفقہ فی الدین) عطا فرماتا ہے۔ (بخاری جلد اول)

جسے دین کی سمجھ حاصل ہوتی ہے وہ فقیہہ ہوتا ہے اور منصب افتاء و قضا پر فائز ہو کر ملت اسلامیہ کی راہنمائی کا فریضہ انجام دیتا ہے۔ کار تجدید کرنے والے کی یہ ذمہ داری اس وقت بڑھ جاتی ہے جب مختلف گوشوں سے اپنے اپنے مسالک کو حق کہنے کی صدا آرہی ہو۔ ایسے پُر آشوب دور میں بنظر غائر یہ دیکھنا ہوگا کہ راہنمائی کے دعویٰ کرنے والے وہ راہزن تو نہیں جن سے متعلق مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا تھا،

''بنی اسرائیل میں بہتر فرقے ہوئے اور میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے، بہتر فرقے سب کے سب ناری ہیں صرف ایک فرقہ ناجی (جنتی) ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ! وہ ناجی فرقہ کون سا ہے، تو ارشاد فرمایا۔ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔'' (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صفحہ ۳۰، المستدرک جلد چہارم، صفحہ ۴۳۰)

زینتِ غوثیت کبریٰ، قطب الاقطاب، سرکار غوث الاعظم محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی نوراللہ مرقدہ ورضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ''ان تہتر فرقوں کی اصل ۱۰ فرقے ہیں۔''

(۱) اہلسنّت (۲) خوارج (۳) شیعہ (۴) معتزلہ (۵) مرجئیہ (۶) مشبہ (۷) جہمیہ (۸) ضراریہ (۹) نجاریہ (۱۰) کلابیہ

اہلسنّت کا ایک ہی فرقہ ہے اور خارجیوں کے پندرہ فرقے ہیں، معتزلہ کے چھ، مرجئیہ کے بارہ، شیعہ کے بتّیس فرقے ہیں۔ جن کی نبی غیب داں ﷺ نے خبر دی ہے لیکن نجات پانے والا فرقہ (ناجیہ) اہلسنّت و جماعت ہے۔ (غنیۃ الطالبین ص ۱۹۲) شیخ احمد کبیر رفاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''ناجی فرقہ اہلسنّت و جماعت ہے''۔ (الحقیقۃ الباہرہ ص ۲۷)

امام غزالی علیہ الرحمۃ ''احیاء العلوم جلد ۳، صفحہ ۱۶۱، ملاعلی قاری علیہ الرحمۃ شرح شفا جلد اول، ص ۶۷۹ اور مرقاۃ المفاتیح جلد اول ص ۲۰۴ اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ شرح مشکوٰۃ (اشعۃ اللمعات) جلد اول ص ۱۴۱ پر تحقیق فرماتے ہیں، کہ ''ناجی فرقہ اہلسنّت و جماعت ہے''۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ''میری امت میں سے ہمیشہ ایک جماعت حق پر جمی رہے گی اور اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے شامل حال ہوگی ان کی مخالفت کرنے والا ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا اور نہ ہی اسے چھوڑ دینے والا اسے کوئی نقصان پہنچا سکے گا قیامت تک وہ اسی حالت پر قائم رہیں گے۔'' (المستدرک، ابن عساکر)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''بے شک میری امت گمراہی پر ہرگز جمع نہیں ہوگی پس جب تم اختلاف دیکھو تو تم پر بڑی جماعت کا اتباع لازم ہے۔ (المقاصد الحسنہ ص ۴۶۰)

بڑا گروہ (سوادِ اعظم) وہی ہے جو اہلسنّت و جماعت کے نام سے عالم اسلام میں معروف رہا ہے اور تا حال ہے اور تا قیامت رہے گا۔ تاجدار ختم نبوت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس طرح خوش عقیدہ ناجی فرقہ کی نشاندہی فرمائی اسی طرح بدعقیدہ لوگوں کی نشاندہی بھی فرمائی۔

''عنقریب میری امت میں اختلاف و افتراق واقع ہوگا ایک گروہ نکلے گا جو اچھی باتیں کرے گا لیکن کردار گمراہ کن اور خراب ہوگا وہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔'' (مشکوٰۃ شریف ص ۳۰۸)

علماءِ حق نے ہمیشہ بدمذہبوں کا مقابلہ کیا۔ کسی نے اگر قرآن میں تحریف کی کوشش تو کہا محض آیات متشابہات پر انداز غلط سے کسی نے بحث کی تو اس کا سوشل بائیکاٹ کر دیا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم) اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کی صفات مطہرہ یا آقائے دوجہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان و عظمت میں ادنیٰ ترین گستاخی کا بھی ارتکاب کیا تو ایسے بدمذہب گستاخوں اور شاتموں پر حد جاری کی گئی۔ (شفاء شریف) حالانکہ ایسے نامساعد حالات میں جب کہ بدمذہبوں کی سرپرستی حکمراں کر رہے ہوں تب بھی اہل حق پیچھے نہ رہے اگر چہ پابند سلاسل ہو گئے مگر کلمہ حق زبان پر جاری رہا۔ یہی کلمہ حق ''مسلک'' کہلاتا ہے۔

معتزلہ کی سرپرستی کرتے ہوئے عباسی فرمانروا مامون الرشید نے جب قرآن کو مخلوق قرار دیا تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ پیکر استقامت بن کر اس کے سامنے ڈٹ گئے۔ آپ کی استقامت ہی آپ کا ''مسلک'' قرار پائی۔ ابن تیمیہ کی بدعقیدگی کے مقابلہ میں امام تقی الدین السبکی علیہ الرحمۃ نظر آتے ہیں۔

ملت اسلامیہ کبھی آشوب حران تو کبھی آشوب نجد سے پریشان رہی اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی تو اس طرح کے نشیب و فراز آتے اور گزرتے رہے۔

بارھویں صدی ہجری کے ربع آخر اور تیرھویں صدی کے نصف اول تک جب انگریزوں نے اکثر اسلامی ممالک پر اپنی شاطرانہ چالوں کے ذریعے قابض ہونے کا پروگرام ترتیب دیا تو جذبہ عشق رسول کی حرارت کو سرد کرنے کے لئے نجد سے فتنہ وہابیت کا آغاز ہوا اس فتنہ کے ظہور کی پیش گوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح فرمائی تھی ''نجد کی سرزمین زلزلوں اور فتنوں کی سرزمین ہے اور یہاں شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔'' (بخاری شریف، جلد دوم)

محمد بن عبدالوہاب نجدی نے یہ فتنہ برپا کیا، اپنے پیروکاروں کے علاوہ تمام مسلمانوں کو مشرک قرار دے کر قتل کرنے اور ان کے مال ومتاع کو لوٹنے کا فتویٰ دیا۔ انگریزوں کی سرپرستی میں اسے ایک ساتھی محمد بن سعود (جو درحقیقت حاجیوں کے قافلوں کو لوٹا کرتے تھے) مل گیا۔ دونوں نے مل کر حرمین طیبین کے سنی مسلمانوں کو شہید کیا، جبراً وہابی بنایا۔ حرمین طیبین کے تقدس کو پامال کیا، حرمین کے اماموں اور علماء حجاز کو بھی شہید کیا۔ امام ومدرسِ کعبہ علامہ زینی دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ، نجدی کے والد اور بھائی بالترتیب شیخ عبدالوہاب اور سلیمان بن عبدالوہاب کے قتل کا حکم بھی دیا یہ حضرات حجاز مقدس سے نکل گئے تو ان کا تعاقب بھی نجدی قاتلوں نے کیا۔ علامہ دحلان مکی اور سلیمان بن عبدالوہاب نے فتنہ وہابیت کا زبردست رد لکھا اور عملاً مناظروں میں بھی صحیح عقائد کی اشاعت کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ تفصیل کے لئے تاریخ نجد وحجاز (مصنف علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ) کا مطالعہ کیجئے۔ ہندوستان میں یہ فتنہ اسمٰعیل دہلوی، رائے بریلی کے سید احمد، مولوی عبدالحیٔ اور مولوی اسحٰق کے باعث پھیلا۔ برصغیر میں حضرت شاہ فضل رسول بدایونی، امام حریت علامہ فضل حق خیرآبادی، مفتی عنایت احمد کاکوروی، سادات مارہرہ شریف، مفتی اہلسنّت علامہ رضا علی خاں بریلوی اور استاذ العلماء علامہ مفتی محمد نقی علی خاں بریلوی (والد اعلیٰ حضرت) رحمہم اللہ کے علاوہ دیگر علماء اہلسنّت فتنہ وہابیت کی بیخ کنی میں پیش پیش رہے۔ برصغیر میں وہابی فتنہ ہی سے قادیانی، دیوبندی، نیچری انکار حدیث اور انکار تقلید کے فتنوں نے جنم لیا۔ علماء اہلسنّت نے بروقت ملت اسلامیہ کو خبردار کر دیا تو پھر اس فتنہ نے مختلف بہروپ اختیار کئے۔ استاذ العلماء، بحرالعلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی اپنے مقالہ میں لکھتے ہیں۔

''ہندوستان میں تو مسلمانوں کو ان سے اس درجہ نفرت ہوگئی کہ وہابی کا لفظ گالی ہوگیا۔ اس لئے یہاں اس کے متبعین اپنے کو اہلسنّت وجماعت مشہور کرتے۔ خود کو حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی بتاتے بلکہ ان کا وہ گروہ جو اپنے کو حنفی کہتا تھا قادری، چشتی، نقشبندی اور سہروردی اپنے کو مشہور کرتا۔ اور پیری ومریدی کا سلسلہ بھی جاری کر رکھا تھا اور بزرگان دین واولیاء کاملین، انبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے خلاف اپنی تقریروں وتحریروں میں زہرافشانی بھی کرتے رہتے جس سے عام سنیوں کو بہت نقصان پہنچ رہا تھا۔ اس وقت امام اہلسنّت حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے قدیم مذہب اہلسنّت وجماعت کا بیڑا اٹھایا اور اپنے علم وقلم کے زور سے ہر مورچہ پر ان گمراہوں کا منہ موڑ دیا۔ (کنزالایمان دہلی اگست ۱۹۹۹ء صفحہ ۴۹) اسی لئے اس وقت علماء نے مصلحتوں اور سیاسی حکمت عملیوں کو بالائے طاق رکھ کر تصلب فی الدین کا مظاہرہ کرنے والے امام احمد رضا کی تائید کی۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ بدمذہبوں سے کوئی رعایت نہیں برتا کرتے تھے آپ کا یہ تصلب اور مزاج کا تشدد واستقامت سب کچھ للّٰہیت پر مبنی تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس انداز کو ''مسلک امام احمد رضا'' (مسلک اعلیٰ حضرت) کے عنوان سے مقبولیت عطا فرمائی۔ ہندوستان کے سوادِ اعظم اہلسنّت وجماعت نے تحریک پاکستان کی حمایت میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے پلیٹ فارم سے اعلان کیا ''سنیت کی علامت امام احمد رضا کی ذات ہے''۔ یہ واضح رہے کہ آل انڈیا سنی کانفرنس میں پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری کی قیادت میں تمام خانقاہوں کے مشائخ اور تمام مدارس ومساجد کے علماء کراچی تا خیبر، بمبئی تا مدراس اور کلکتہ وچاٹگام تا دہلی (جس میں گولڑہ شریف، دیول شریف، مانکی شریف، بھرچونڈی شریف، خانقاہ قادریہ کراچی، منیر بہار شریف، پھلواری شریف، سیال، تونسہ، شرقپور، حضرو، آلومہار، مرادآباد، بدایوں، کچھوچھہ، پیلی بھیت، پاکپتن، خاندان پگارا، مشوری، رحمت پور لاڑکانہ، ہالہ اور ملتان کی خانقاہ سروریہ اور دیگر آستانے) سب ایک آواز یہ فیصلہ سنا رہے تھے ''سنی صرف وہی ہے جو امام احمد رضا فاضل بریلوی کے مسلک پر ہے۔'' (پاکستان بنانے والے علماء ومشائخ) تحریک پاکستان اور السواد الاعظم)

دستور اساسی آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت صفحہ ۱۲ پر ہے:۔

''سنی سے مراد وہ افراد ہیں جو مسلک سیدنا اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی سے عقائد واعمال میں بالکل متفق ہوں اور عملاً اس کی موافقت کرتے ہوں''۔

دستور اساسی دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور صفحہ ۵ پر ہے:۔

''ادارہ کا مسلک، موجودہ زمانہ میں جس کی واضح نشانی یہ ہے جو اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی سے اعمال وعقائد میں بالکل متفق ہوں''۔

ادارہ شرعیہ پٹنہ کے دستور العمل صفحہ ۸ پر ہے ''اس دستور میں جہاں سنی یا اہلسنّت کا لفظ آئے اس سے وہ صحیح العقیدہ مسلمان مراد ہے جو باب عقائد میں علماءِ بریلی کے مسلک سے متفق ہو''۔ (بحوالہ کنزالایمان دہلی اگست صفحہ ۵۰)

جماعت اہلسنّت پاکستان کے دستور العمل کے لئے سُنّی سپریم کونسل نے ۶ فروری ۱۹۹۴ء کے اجلاس زیر صدارت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمۃ (جسٹس وفاقی شرعی عدالت) منعقدہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف سرگودھا میں دستور ساز کمیٹی تشکیل دی گئی۔

جماعت اہلسنّت پاکستان کے منشور ودستور العمل ''جس کی منظوری'' سنی سپریم کونسل نے ۲۳ مارچ ۱۹۹۴ء منعقدہ اجلاس جامعہ نظامیہ لاہور میں دی۔

''دستور العمل'' کے باب دوم شق ۹ کے عنوان ''صحیح العقیدہ سُنّی مسلمان کی تعریف'' کے تحت مرقوم ہے۔ ''صحیح العقیدہ سُنّی مسلمان سے ایسا شخص مراد ہے جو توحید باری تعالیٰ اور نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط ایمان رکھتا ہو، خلفائے راشدین، جملہ صحابہ کرام، اہلبیت عظام، آئمہ مذاہب اربعہ خصوصاً حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ اور متاخرین میں سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت امام ربانی، مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت الشاہ امام احمد رضا خاں بریلوی (رحمہما اللہ) کے عقیدہ پر ہو۔'' (منشور ودستور العمل جماعت اہلسنّت پاکستان صفحہ ۸، شائع کردہ شعبہ نشرواشاعت)

قارئین محترم! فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آخری سطور میں یہ لمحہ فکریہ دینا چاہتا ہوں کہ وہ ''مسلک'' اختیار کیجئے جو آپ کو دنیا وآخرت میں کامران کرے۔ مسلک اعلیٰ حضرت بریلوی ایسا ہی مسلک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن ناجیوں کے لئے جنت کو تخلیق فرمایا اور پیارے مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اختیار سے اپنے جن غلاموں کو اس جنت میں بسائیں گے وہ لوگ یقیناً سچے مسلمان، مذہب اہلسنّت وجماعت سے متعلق اور مسلک بریلوی سے وابستہ ہوں گے۔ ان شاء اللہ عزوجل والرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم